آرا وافکار

ڈاکٹر محی الدین غازی

اردو تراجم قرآن پر ایک نظر

مولانا محمد امانت اللہ اصلاحی کے افادات کی روشنی میں-۲۸

(۱۰۸) القاء کا ترجمہ

القاء کا مطلب ڈالنا اور رکھنا ہوتا ہے، پھینکنا اس لفظ کی صحیح ترجمانی نہیں کرتا ہے، بعض لوگوں نے جگہ جگہ اس لفظ کا ترجمہ پھینکنا کیا ہے، کہیں کہیں اس سے مفہوم میں فرق نہیں پڑتا، لیکن کہیں تو اس ترجمہ سے مفہوم میں واضح طور پر خرابی آجاتی ہے۔

ہم پہلے وہ آیتیں ذکر کرتے ہیں جہاں القاء کا ترجمہ پھینکنا ہو ہی نہیں سکتا ہے، اس لئے کسی نے یہ ترجمہ نہیں کیا ہے، خاص طور سے سید مودودی نے بھی نہیں، جو کہ اکثر جگہ القاء کا ترجمہ پھینکنا کرتے ہیں:

(۱) وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ۔ (النحل:۱۵)

''اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں'' (سید مودودی)

''اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے'' (احمد رضا خان)

(۲) وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ۔ (لقمان:۱۰)

''اس نے زمین میں پہاڑ جمادئے'' (سید مودودی)

(۳) فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِّن ذَهَبٍ۔ (الزخرف:۵۳)

''کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اتارے گئے'' (سید مودودی)

اس کے بعد ہم وہ آیتیں ذکر کرتے ہیں، جہاں القاء کا ترجمہ پھینکنا کرنے سے مفہوم میں بظاہر کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی، گوکہ لفظ کی رعایت سے یہاں بھی پھینکنے کے بجائے ڈالنا ترجمہ کرنا زیادہ بہتر ہے:

(۱) فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ۔ (الاعراف:۱۰۷)

''موسی نے اپنا عصا پھینکا اور یکایک وہ ایک جیتا جاگتا اژدہا تھا'' (سید مودودی)

''موسیٰ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دی تو وہ اسی وقت صریح اژدھا (ہوگیا)'' (فتح محمد جالندھری)

(۲) قَالُوا يَا مُوسَى إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ۔ قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا

أَعۡيُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡهَبُوهُمۡ وَجَاءُوا بِسِحۡرٍ عَظِيمٍ۔ وَأَوۡحَيۡنَا إِلَى مُوسَى أَنۡ أَلۡقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلۡقَفُ مَا يَأۡفِكُونَ۔ (الاعراف:۱۱۵-۱۱۷)

''پھرانہوں نے موسی سے کہا''تم پھینکتے ہو یا ہم پھینکیں؟ موسی نے جواب دیا تم ہی پھینکو۔انہوں نے جو اپنے انچھر پھینکے تو نگاہوں کو مسحور اور دلوں کو خوف زدہ کردیا اور بڑا ہی زبردست جادو بنالائے۔ہم نے موسی کو اشارہ کیا کہ پھینک اپنا عصا۔اس کا عصا پھینکنا تھا کہ آن کی آن میں وہ ان کے اس جھوٹے طلسم کو نگلتا چلا گیا''(سیدمودودی)

''(جب فریقین روزِ مقررہ پر جمع ہوئے تو) جادوگروں نے کہا کہ موسیٰ یا تو تم (جادو کی چیز) ڈالو یا ہم ڈالتے ہیں. (موسیٰ نے) کہا تم ہی ڈالو۔جب انہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کردیا (یعنی نظر بندی کردی) اور (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنا بنا کر) انہیں ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو دکھایا. (اس وقت) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تم بھی اپنی لاٹھی ڈال دو۔وہ فوراً (سانپ بن کر) جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو (ایک ایک کرکے) نگل جائے گی''(فتح محمد جالندھری)

دوسرے ترجمہ سے لگتا ہے کہ فَإِذَا هِيَ تَلۡقَفُ مَا يَأۡفِكُونَ اس جملے کا جزء ہے جو حضرت موسی سے کہا گیا، جب کہ یہ ایک مستقل جملہ ہے، جیسا کہ پہلے ترجمہ میں ہے، کہ''اس کا عصا پھینکنا تھا کہ آن کی آن میں وہ ان کے اس جھوٹے طلسم کو نگلتا چلا گیا''البتہ اس دوسرے ترجمہ کی خامی یہ ہے کہ تلقف جو کہ فعل مضارع ہے اس کا ترجمہ ماضی سے کیا گیا، اس کے بجائے اس کا ترجمہ حال یہ ماضی مستمر سے ہوگا، یعنی نگلتا جارہا ہے، یا نگلتا جارہا تھا۔نہ کہ مستقبل سے کیا جائے گا جیسا کہ پہلے ترجمہ میں کیا گیا)

(۳) فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَى أَلۡقُوا مَا أَنتُم مُّلۡقُونَ۔ فَلَمَّا أَلۡقَوا قَالَ مُوسَى مَا جِئۡتُم بِهِ السِّحۡرُ۔ (یونس:۸۰،۸۱)

''جب جادوگر آگئے تو موسی نے ان سے کہا جو کچھ تمہیں پھینکنا ہے پھینکو۔پھر جب انہوں نے اپنے انچھر پھینک دیے، تو موسی نے کہا یہ جو کچھ تم نے پھینکا ہے یہ جادو ہے''(سیدمودودی)

''پھر جب آئے جادوگر کہا ان کو موسی نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر جب انہوں نے ڈالا موسی بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے''(شاہ عبدالقادر)

(۴) وَمَا تِلۡكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيۡهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخۡرَى۔ قَالَ أَلۡقِهَا يَا مُوسَى۔ فَأَلۡقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسۡعَى۔ (طہ:۱۷-۲۰)

''اور اے موسی یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ موسی نے جواب دیا یہ میری لاٹھی ہے، اس پر ٹیک لگا کر چلتا ہوں، اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں، اور بھی بہت سے کام ہیں جو اس سے لیتا ہوں۔فرمایا پھینک دے اس کو موسی۔اس نے پھینک دیا اور یکا یک وہ ایک سانپ تھی جو دوڑ رہا تھا۔(سیدمودودی، اس پر ٹیک لگا کر چلتا ہوں'' کے بجائے کہنا چاہئے''اس کا سہارا لیتا ہوں'' کیونکہ الفاظ میں صرف ٹیکنے کی بات ہے چلنے کی بات نہیں ہے، سہارا لینے کی

ضرورت کھڑے رہنے کے لئے بھی ہوسکتی ہے، اور بھی کام ہوسکتے ہیں، جیسا کہ بعد میں ذکر ہے)

’’اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسی۔ بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں کتنے کام ہیں۔ اور فرمایا ڈال دے اس کو اے موسی۔ تو اس کو ڈال دیا پھر تب ہی وہ سانپ ہے دوڑتا۔ (شاہ عبدالقادر، دونوں ترجموں میں ایک توجہ طلب بات یہ ہے کہ غَنَمِی کا ترجمہ بکریوں کے بجائے بھیڑ بکریوں کرنا چاہئے)

(۵) قَالُوا يَا مُوسَى إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَى۔ قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى۔ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَى۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَى۔ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ۔ (طٰہٰ:۶۵-۶۹)

’’جادوگر بولے موسی تم پھینکتے ہو یا پہلے ہم پھینکیں؟۔ موسی نے کہا نہیں تم ہی پھینکو۔ یکا یک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے موسی کو دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں، اور موسی اپنے دل میں ڈر گیا۔ ہم نے کہا مت ڈرو، تو ہی غالب رہے گا۔ پھینک جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے‘‘ (سید مودودی)

’’بولے اے موسی یا تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے۔ کہا نہیں تم ڈالو۔ پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے خیال میں آئیں ان کے جادو سے کہ دوڑتے ہیں۔ پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر موسی۔ ہم نے کہا تو نہ ڈر، مقرر تو ہی رہے گا اوپر۔ اور ڈال جو تیرے داہنے میں ہے‘‘ (شاہ عبدالقادر)

(۶) قَالَ لَهُم مُّوسَى أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ۔ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ۔ فَأَلْقَى مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ۔ (الشعراء:۴۳-۴۵)

’’موسی نے کہا پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے۔ انہوں نے فوراً اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب رہیں گے۔ پھر موسی نے اپنا عصا پھینکا تو یکا یک وہ ان کے جھوٹے کرشموں کو ہڑپ کرتا چلا جا رہا تھا‘‘ (سید مودودی)

’’کہا ان کو موسی نے ڈالو جو تم ڈالنے آئے ہو۔ پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی زبر رہے۔ پھر ڈالا موسی نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا‘‘ (شاہ عبدالقادر)

(۷) إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقاً وَهِيَ تَفُورُ۔ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ۔ (الملک:۷،۸)

’’جب وہ اس میں پھینکے جائیں گے تو اس کے دہاڑنے کی ہولناک آواز سنیں گے۔ اور وہ جوش کھا رہی ہوگی، شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی۔ ہر بار جب کوئی انبوہ اس میں ڈالا جائے گا، اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا‘‘ (سید مودودی)

''جب وہ اس میں جھونکے جائیں گے اس کا دہاڑنا سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی۔ معلوم ہوگا کہ غصہ سے پھٹی پڑ رہی ہے۔ جب جب ان کی کوئی بھیڑ اس میں جھونکی جائے گی اس کے داروغے ان سے پوچھیں گے کیا تمھارے پاس (اس دن سے) کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تھا؟'' (امین احسن اصلاحی)

مذکورہ بالا مقامات وہ ہیں جہاں القاء کا ترجمہ پھینکنا کرنے سے مفہوم میں کوئی واضح خرابی پیدا نہیں ہوتی ہے، گوکہ لفظ کی رعایت نہیں ہو پاتی ہے۔

اب آخر میں ہم وہ مقامات ذکر کریں گے، جہاں القاء کا ترجمہ پھینکنا کرنے سے مفہوم میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے۔ جبکہ ڈالنا ترجمہ کرنے سے کسی طرح کی خرابی پیدا نہیں ہوتی ہے، اور مفہوم اچھی طرح اور اچھے پیرائے میں واضح ہوجاتا ہے:

(۱) وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفاً قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِيَ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الألْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ۔ (الاعراف:۱۵۰)

''اور جب موسی رنج اور غصہ سے بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف لوٹا، بولا تم نے میرے پیچھے میری بہت بری جانشینی کی۔ کیا تم نے خدا کے حکم سے پہلے ہی جلد بازی کردی؟ اور اس نے تختیاں پھینک دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اس کو اپنی طرف گھسیٹنے لگا'' (امین احسن اصلاحی)

أَلْقَى الألْوَاحَ کے کچھ اور ترجمے بھی ذکر کیے جاتے ہیں:

''اور تختیاں پھینک دیں'' (سید مودودی)

''اور ڈال دیں وہ تختیاں'' (شاہ رفیع الدین)

''اور ڈال دیں وہ تختیاں'' (شاہ عبدالقادر)

''اور (جلدی سے) تختیاں ایک طرف رکھیں'' (اشرف علی تھانوی)

''اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں'' (محمد جوناگڑھی)

''اور تختیاں ڈال دیں'' (احمد رضا خان)

یہاں تختیاں پھینک دینے کا ترجمہ بالکل درست نہیں ہے، کسی کی حرکت پر غصہ آجانے پر بھی ایک نبی تختیاں ایک طرف رکھ کر اپنے غصہ کا اظہار کرے یہ تو درست ہے، لیکن تختیاں پھینک دینے کا کوئی جواز نہیں نکلتا ہے، یہ ترجمہ بے محل بھی ہے، اور نامناسب بھی ہے۔ تختیاں رکھ دیں یا ڈال دیں کہیں تو یہ قباحت دور ہوجاتی ہے۔

(۲) أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي۔ (طہ:۳۹)

''کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ دے اور صندوق کو دریا میں چھوڑ دے، دریا اسے ساحل پر پھینک دے گا اور اسے میرا دشمن اور اس بچے کا دشمن اٹھالے گا۔ میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت طاری کردی'' (سید مودودی، القاء پھینکنے

کے لئے نہیں آتا ہے، اور نہ ہی طاری کرنے کے لئے آتا ہے، تجھ پر محبت طاری کرنے کا مفہوم ہوگا کہ تو محبت کرے، نہ کہ تجھ سے محبت کی جانے لگے، اور یہاں یہ مراد نہیں ہے، بلکہ یہ مراد ہے کہ تجھ سے محبت کی جانے لگے، ترجمہ ہوگا: اور اپنی طرف سے تیری محبت ڈال دی)

''کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈالے کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اس کا دشمن اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی'' (احمد رضا خان)

''کہ تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں چھوڑ دے، پس دریا اسے کنارے لا ڈالے گا اور میرا اور خود اس کا دشمن اسے لے لے گا اور میں نے اپنی طرف کی خاص محبت ومقبولیت تجھ پر ڈال دی'' (محمد جونا گڑھی)

''(وہ یہ تھا) کہ اسے (یعنی موسیٰ کو) صندوق میں رکھو پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دو تو دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا (اور) میرا اور اس کا دشمن اسے اٹھا لے گا۔ اور (موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی ہے'' (فتح محمد جالندھری)

اس آیت میں اس کا محل نہیں ہے کہ سمندر صندوق کو ساحل پر پھینک دے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت اختیار کرنا مراد نہیں ہے جس سے بچے کو اذیت پہنچ سکتی ہو، یا اس سے بے اعتنائی کا اظہار ہوتا ہو۔ اس آیت میں رکھنا اور ڈالنا ہی مراد ہے نہ کہ پھینک دینا۔ آخری جملے وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي کا مفہوم یہ نہیں ہے آپ اللہ کے محبوب بن گئے، وہ تو آپ تھے ہی، اور نہ یہ ہے کہ آپ لوگوں سے محبت کرنے لگے، بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ نے اپنی طرف سے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دی۔ آپ اللہ کے محبوب تو تھے ہی، اللہ نے آپ کو لوگوں کا محبوب بھی بنا دیا۔ اور اس وقت فرعون کے دربار میں اور ملک کے اس ماحول میں بحفاظت نشو ونما کے لئے یہ بہت ضروری انتظام تھا۔

(۳) اذْهَب بِّكِتَابِي هَذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ۔ (النمل:۲۸)

''میرے اس خط کو لے جا کر انہیں دے دے پھر ان کے پاس سے ہٹ آ، اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں'' (محمد جونا گڑھی)

''یہ میرا خط لے جا اور اسے ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے پاس سے پھر آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں'' (فتح محمد جالندھری)

''میرا یہ خط لے اور اسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے، پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں'' (سید مودودی)

(۴) قَالَتْ يَا أَيُّهَا المَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ۔ (النمل:۲۹)

''ملکہ بولی اے اہل دربار، میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے'' (سید مودودی)

''وہ کہنے لگی اے سردارو میری طرف ایک باوقعت خط ڈالا گیا ہے'' (محمد جونا گڑھی)

''ملکہ نے کہا کہ دربار والو! میری طرف ایک نامہ گرامی ڈالا گیا ہے'' (فتح محمد جالندھری)

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں پھینکنے کا ترجمہ کسی طرح مناسب حال نہیں ہے، نہ تو پرندہ خط پھینکتا ہے، اور نہ باوقعت اور کریم خط کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ میری طرف پھینکا گیا۔

(۵) قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَاراً مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِي۔ (طہ:۸۷)

''انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ سے کئے ہوئے عہد کی خلاف ورزی اپنی مرضی سے نہیں کی۔ بلکہ قوم کے زیورات کا بوجھ جو ہمارے حوالہ کیا گیا تھا ہم نے اس کو پھینک دیا اور اس طرح سامری نے ڈھال کر پیش کر دیا'' (امین احسن اصلاحی، یہاں لفظ ''موعد'' وعدہ وعہد کے لئے نہیں ہے، بلکہ طے کردہ وقت اور جگہ کے لئے ہے، کہ جس وقت جس جگہ پہونچنے کے لئے کہا گیا تھا وہاں نہیں پہونچے)

''بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے ولیکن اٹھا لئے ہم نے بوجھ گہنے سے اس قوم کے گہنے کے سو ہم نے وہ پھینک دیئے پھر یہ نقشہ ڈالا سامری نے'' (شاہ عبدالقادر)

''وہ کہنے لگے ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اس کو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا ولیکن قوم (قبط) کے زیور میں سے ہم پر بوجھ لدرہا تھا سو ہم نے اس کو (سامری کے کہنے سے آگ میں) ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے (بھی) ڈال دیا'' (اشرف علی تھانوی)

''انہوں نے جواب دیا ہم نے آپ سے وعدہ خلافی کچھ اپنے اختیار سے نہیں کی، معاملہ یہ ہوا کہ لوگوں کے زیورات کے بوجھ سے ہم لد گئے تھے اور ہم نے بس ان کو پھینک دیا تھا۔ پھر اسی طرح سامری نے بھی کچھ ڈالا'' (سید مودودی)

''وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلاف نہیں کیا۔ بلکہ ہم لوگوں کے زیوروں کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے اس کو (آگ میں) ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے ڈال دیا'' (فتح محمد جالندھری)

اس آیت میں فَكَذَلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ کے مختلف مطلب لئے گئے ہیں، مولانا امانت اللہ اصلاحی کی رائے ہے کہ سامری نے کچھ نہیں ڈالا، اور یہاں اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ کیا وہ سامری کے بہکانے پر کیا، وہ ترجمہ کرتے ہیں:

''انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کے مقرر کئے ہوئے وقت کی خلاف ورزی اپنے اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ قوم کے زیورات کا بوجھ جو ہمارے حوالہ کیا گیا تھا ہم نے اس کو ڈال دیا اور اس طرح سامری نے سجھایا'' (امانت اللہ اصلاحی)

(۱۰۹) ألقی ساجدا کا ترجمہ

قرآن مجید میں جادوگروں کے سجدے میں جانے کا تذکرہ تین مقامات پر ہے، تینوں جگہ اس مفہوم کے لیے ألقي فعل مجہول کے صیغے میں استعمال ہوا ہے۔ مفسرین کے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جادوگر تو اپنی مرضی سے

سجدے میں گئے تھے، پھر یہ فعل اور یہ صیغہ کیوں استعمال ہوا؟ اس کی مختلف توجیہیں بھی ملتی ہیں، ترجمہ کرنے والوں میں سے بعض لوگوں نے سب جگہ ڈالے گئے ترجمہ کیا، بعض لوگوں نے تینوں جگہ گر گئے ترجمہ کیا، جبکہ بعض لوگوں نے کہیں یہ ترجمہ کیا اور کہیں وہ ترجمہ کیا۔

(۱) وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ۔ (الاعراف:۱۲۰)

''اور ڈالے گئے جادوگر سجدے میں'' (شاہ رفیع الدین)

''اور ڈالے گئے ساحر سجدے میں'' (شاہ عبدالقادر)

''اور جادوگر سجدے میں گرادئے گئے'' (احمد رضا خان)

''اور وہ جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے'' (اشرف علی تھانوی)

''اور وہ جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے'' (محمد جونا گڑھی)

''اور جادوگروں کا حال یہ ہوا کہ گویا کسی چیز نے اندر سے انہیں سجدے میں گرادیا'' (سید مودودی)

''اور ساحر سجدے میں گر پڑے'' (امین احسن اصلاحی)

''(یہ کیفیت دیکھ کر) جادوگر سجدے میں گر پڑے'' (فتح محمد جالندھری)

(۲) فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّداً۔ (طہ:۷۰)

''پس ڈالے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے'' (شاہ رفیع الدین)

''پھر گر پڑے جادوگر سجدہ میں'' (شاہ عبدالقادر)

''تو سب جادوگر سجدے میں گرادئے گئے'' (احمد رضا خان)

''سو جادوگر سجدہ میں گر گئے'' (اشرف علی تھانوی)

''اب تو تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے'' (محمد جونا گڑھی)

''تو جادوگر سجدے میں گر پڑے'' (امین احسن اصلاحی)

''آخر کو یہی ہوا کہ سارے جادوگر سجدے میں گرادئے گئے'' (سید مودودی)

''(القصہ یوں ہی ہوا) تو جادوگر سجدے میں گر پڑے'' (فتح محمد جالندھری)

(۳) فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ۔ (الشعراء:۴۶)

''پس ڈالے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے'' (شاہ رفیع الدین)

''پھر اوندھے گرے جادوگر سجدے میں'' (شاہ عبدالقادر)

''اب سجدے میں گرے جادوگر'' (احمد رضا خان)

''یہ دیکھتے ہی جادوگر بے اختیار سجدے میں گر گئے'' (محمد جونا گڑھی)

''تو ساحر بے تحاشا سجدے میں گر پڑے'' (امین احسن اصلاحی، بے تحاشا کا محل نہیں ہے)

''اس پر سارے جادوگر بے اختیار سجدے میں گر پڑے'' (سید مودودی)

''تب جادوگر سجدے میں گر پڑے'' (فتح محمد جالندھری)

عربی زبان کے لحاظ سے مناسب اور اردو محاورے کے لحاظ سے فصیح ترجمہ گرادئے جانے کا نہیں بلکہ گر پڑنے کا ہوگا۔ صورت واقعہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے، جن لوگوں نے گرادئے جانے کا ترجمہ کیا ہے، انھوں نے یہ دیکھا کہ فعل مجہول استعمال ہوا ہے، لیکن یہ ایک اسلوب ہے، اس کا ترجمہ معروف لازم ہی کا ہوگا، دراصل ألقي یہاں ویسے ہی استعمال ہوا ہے جس طرح توفي مجہول استعمال ہوتا ہے، تاج العروس میں ہے تُوفِّیَ فلانٌ: اِذا ماتَ. توفي کا ترجمہ یہ نہیں کیا جاتا کہ اس کو وفات دی گئی، بلکہ یہ ہوتا کہ اس نے وفات پائی۔ تینوں آیتوں کا مناسب ترجمہ ہے جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ اس اسلوب کی اور بھی مثالیں مل سکتی ہیں۔

علامہ ابن عاشور نے توجیہ یہ کی ہے کہ یہ تعبیر بے اختیار تیزی سے گر پڑنے کے لئے استعمال ہوتی ہے، اور چونکہ انہوں نے خود اپنے آپ کو سجدے میں گرایا تھا، اس لیے ألقي مجہول استعمال ہوا۔ والإلْقاءُ: مستعملٌ فی سُرعةِ الھُویِّ الی الأرضِ، أی: لمُ یتمالکوا أن سجدوا بدون تریث ولا ترددٍ۔ وبُنِیَ فعلُ الالقاءِ للمجھولِ لظھور الفاعلِ، وھو أنفسُھم، والتقدیرُ: وألقوا أنفسھم علی الأرض۔ (التحریر والتنویر: ۹/۵۲)

اسوہ رہبر عالم ﷺ

(سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر تحریروں کا انتخاب)

— ازقلم: ابوعمار زاہد الراشدی —

— مرتب: ناصر الدین خان عامر —

[صفحات: ۱۲۴۔ قیمت: ۸۰ روپے]

سفر جمال: نبی مکرم کی جمالیاتی مزاحمت کی پرعزم داستان

(مجموعہ مقالات پروفیسر میاں انعام الرحمٰن)

(مکتبہ امام اہل سنت پر دستیاب ہیں)